تیسرا مرثیہ عنوان سُخَن

مطلع : اُسی کے نام سے کرتا ہوں اِبتدائے سُخَن

بند: ٦٨

تصنیف:١٩٩٢ء

علیؑ سے جو شرَفِ اِنتساب رکھتے ہیں
سُخَن قبول ، دُعا مُستجَاب رکھتے ہیں
مقابلہ کی نہیں یہ تو بات ظرف کی ہے
نجوم تم رکھو ، ہم آفتاب رکھتے ہیں

۱

اُسی کے نام سے کرتا ہوں ابتدائے سُخن
کہ جس نے دی ہے دَہَن کو زباں برائے سُخن
اُسی کی حمد و ثنا ہے بس انتہائے سُخن
سُخن مدی بھی یہیں ڈھونڈتی ہے جائے سُخن
یہ کائنات نتیجہ جو حرفِ کُن کا ہے
تو جو بھی کچھ ہے یہ صدقہ اسی سُخَن کا ہے

۲

ثنائے آلِ نبی ہے مرا شعارِ سُخن
یہی عیارِ مودّت یہی عیارِ سُخن
علیؑ کی مدح سے اونچا ہوا وقارِ سُخن
غمِ حسینؑ بڑھاتا ہے اعتبارِ سُخن
اِس ایک غم کے سوا اور غم نہ دے مجھ کو
غمِ حسینؑ کسی سے بھی کم نہ دے مجھ کو

۳

جہاں بھی جاؤں جہاں بھی رہوں بحال رہوں
مثال بن کے رہوں ایسا بے مثال رہوں
زوال جس کو نہ آئے وہ باکمال رہوں
غمِ حسینؑ کی دولت سے مالا مال رہوں
غمِ حسینؑ مجھے صبح و شام دے یارب
مرے قلم کو یہی ایک کام دے یارب

۴

کوئی نہ اِس کے سِوا اور کام ہو میرا
کہ جانمازِ ادب پر قیام ہو میرا
کلام جس میں نہ ہو وہ کلام ہو میرا
مِرے سخن کے حوالے سے نام ہو میرا
ہرا بھرا مِرے اشعار کا چمن بولے
زبان جب مِری خاموش ہو ، سخن بولے

۵

سخن ورانِ مودّت کی انجمن تو رہے
دلوں میں جوشِ تولّائے پنجتن تو رہے
عقیدتوں کا مہکتا ہوا چمن تو رہے
کہ میں رہوں نہ رہوں ، یہ مِرا سخن تو رہے
ہمیشہ جو رہے باقی وہ نام مل جائے
مِرے سخن کو حیاتِ دوام مل جائے

۶

بہشتِ گوش ہے تحسینِ آشنائے سخن
مہک رہی ہے گُلِ مدح سے فضائے سخن
پھر آج مرثیہ گوئی ہے مدعائے سخن
صریرِ خامہ ہے گویا مِری صدائے سخن
متاعِ عرضِ ہنر ٹھیک ٹھیک مل جائے
غمِ حسینؑ کے اشکوں کی بھیک مل جائے

۷ مطلعِ ثانی

سخن کو خلق کیا حق نے کائنات سے قبل
شروعِ وقت سے پہلے ، تغیّرات سے قبل
یہ روز و شب کے مقرر تعیّنات سے قبل
وگرنہ کچھ بھی نہ تھا کُن کی ایک بات سے قبل
یہ ابتدائے سخن ہے ، یہ انتہائے سخن
خدائے دَہر سے پہلے تھا وہ خدائے سخن

۸

تصوّرات کی بستی ، تخیّلات کی بزم
توہّمات کی دنیا ، تحیّرات کی بزم
ضروریات کا دوزخ ، تغیّرات کی بزم
اِسی سخن نے سجائی ہے کائنات کی بزم
نہ خوب و زشت سے ہے اور نہ بیش و کم سے ہے
یہ کائنات کی رونق سخن کے دم سے ہے

۹

سخن ہے حرف ، سخن لفظ ہے ، سخن کلمہ
سخن ہے نطق ، سخن حکم ہے ، سخن فقرہ
سخن ہے طنز ، سخن عذر ہے ، سخن طعنہ
سخن لغت ہے ، سخن بول ہے ، سخن تکیہ
محاورہ ہے ، مقولہ ہے ، تذکرہ ہے سخن
معاملہ ہے ، مقالہ ہے ، تبصرہ ہے سخن

۱۰

سخن سوال ہے ، انکار ہے ، زباں ہے سخن
سخن جواب ہے ، اقرار ہے ، بیاں ہے سخن
ہے داستان سخن ، زیبِ داستاں ہے سخن
جہاں جہاں ہے زمانہ ، وہاں وہاں ہے سخن
موافقت میں سخن ہے ، کبھی خلاف سخن
ہر اعتراض سخن ہے ، ہر اعتراف سخن

۱۱

سخن ہے بات ، سخن گفتگو ، سخن تقریر
سخن کلام ، سخن شاعری ، سخن تحریر
سخن ضیا ہے ، سخن روشنی ، سخن تنویر
سخن کتاب ، سخن آیتیں ، سخن تفسیر
کہیں ہے وحی ، کہیں کشف ہے ، کلام کہیں
کہیں غزل ہے ، کہیں مرثیہ ، سلام کہیں

۱۲

سخن طرازی ، سخن پرَوَری ، سخن فہمی
سخن نوازی ، سخن رانی و سخن دانی
سخن گری و سخن گُستری ، سخن گوئی
سخن سَرائی ، سخن سنجیٔ و سخن سازی
چراغِ علم و فراست کا نور لازم ہے
ہر ایک کارِ سخن میں شعور لازم ہے

۱۳

سخن ہے جھوٹ ، سُخن سچ ہے اور سخن اِبہام
سخن مِثال ، سُخن مشورہ ، سخن پیغام
سخن دلیل ، سُخن بحث ہے ، سخن الزام
سخن ثبوت ، سُخن فیصلہ ، سخن انعام
زبانِ خلق پہ انصاف کی دُعا ہے سخن
کہیں رہائی ، کہیں موت کی سزا ہے سخن

۱۴

سخن وظیفہ ، سخن ورد ہے ، ریاضت ہے
سخن نکاح ہے ، تلقین ہے ، وصیّت ہے
سخن ہے قول ، سخن ذکر ہے ، نصیحت ہے
سخن حدیث ہے ، قرآن کی تلاوت ہے
ہر اک زبان سخن ہے ، ہر اک ادب ہے سخن
کہیں عجم ہے سخن اور کہیں عرب ہے سخن

۱۵

تعصّبات سخن سے نہیں ، ہمیں سے ہیں
یہ رنگ ونسل سے ہیں اور زر و زمیں سے ہیں
کہیں گُماں سے ہیں یہ اور کہیں یقیں سے ہیں
ہماری ہاں سے کبھی ہیں ، کبھی نہیں سے ہیں
سخن ہمارے ہی احساس کو دکھاتا ہے
جو دل میں ہوتا ہے لب پر وہی تو آتا ہے

۱۶

سخن غلط بھی سخن ہے، سخن صحیح بھی ہے
سخن بلیغ بھی ہے اور سخن فصیح بھی ہے
سخن حَسین بھی ہے اور سخن قبیح بھی ہے
اگر ہو نطُقِ پیمبر تو پھر مسیح بھی ہے
لَبِ مسیحؑ پہ جب قُم کا لفظ آتا ہے
سخن مَرے ہوئے انسان کو جِلاتا ہے

۱۷

سُنا ہے طور پہ موسیٰؑ قیام کرتے تھے
زمیں سے کوہ کی جانب خرام کرتے تھے
یہ کارِ خیر تو وہ صُبح و شام کرتے تھے
کلیم تھے تو خدا سے کلام کرتے تھے
کِسے نصیب ہوا ایسی قسمتوں کا سخن
خدا پسند تھا سنتے ہیں کُنتوں کا سخن

۱۸

ہر ایک طرزِ عبادت میں ہے سخن موجود
سخن سلام و تشہّد، سخن رکوع و سجود
سخن قیام و قعود و دعا، قنوت و درود
سخن اَذان و اِقامت بگوشِ نومولود
نوید گریۂ مولود ہے صدائے سخن
یمِ حیات کا آغاز ہے بنائے سخن

۱۹

سخن کٹے ہوئے رشتوں کو جوڑ دیتا ہے
ضمیر سوئے ہوئے ہوں ، جھنجھوڑ دیتا ہے
کبھی کسی کا تو بھانڈا بھی پھوڑ دیتا ہے
تعلّقات کے بندھن کو توڑ دیتا ہے
بُرے سخن سے بنے کام بھی بگڑتے ہیں
سخن ہو خوب تو ہونٹوں سے پھول جھڑتے ہیں

۲۰

وہ گفتنی ہو کہ ناگفتنی ، مقال سخن
ہے ماں کی بچے سے مہمل سی بول چال سخن
ہو گر صدائے انا الحق بنے وبال سخن
جواب اپنے ، نکیرین کے سوال سخن
کچھ اختیار میں اور کچھ ہے جبر میں بھی سخن
حیات میں بھی سخن اور قبر میں بھی سخن

۲۱

سماج کا جو سخن ہے ، وہی سخن کا سماج
سخن ہر ایک زمانے سے لے رہا ہے خراج
سخن کلامِ خدا ہے ، سخن حدیثِ مزاج
زباں جو عرش پہ کھولے سخن کی ہو معراج
سخن مکیں تھا مکاں کا ، پہ لامکاں بھی گیا
سخن کی بات نہ پوچھو سخن وہاں بھی گیا

۲۲

مُباہلہ بھی سخن اور ذُوالعَشیرہ بھی
جنابِ سیّدِ سجادؑ کا صحیفہ بھی
وہ شقشقیہ کی صورت علیؑ کا خُطبہ بھی
اُدھر جو مُڑ کے ذَرا دیکھیے سَقیفہ بھی
غَدیرِ خُم کا وہ بَن کون بھول سکتا ہے
وہ تہنیت کا سُخَن کون بھول سکتا ہے

۲۳

یہی بتاتا ہے کہ حَرف کیا ، عدد کیا ہے
یہی بتاتا ہے کہ نیک کیا ہے ، بد کیا ہے
یہی بتاتا ہے کہ جہل کیا ، خرد کیا ہے
یہی بتاتا ہے کہ آدمی کا قد کیا ہے
خموش ہو تو سمجھ میں کوئی کب آتا ہے
کہ شخصیت کا تعارف سخن کراتا ہے

۲۴

چھپا ہے نطق میں ذات و صفات کا جادہ
سخن سے کھلتا ہے سب حُبِ ذات کا جادہ
ہیں حمد و نعت ہماری نجات کا جادہ
اسی سخن سے ہے روشن حیات کا جادہ
یہ بزم زیست سجائی گئی ہے کس کے لیے
یہ کائنات بنائی گئی ہے کس کے لیے

۲۵

وہ ایک نور جو کُن سے بھی پہلے خلق ہوا
بنا کے نور کو خالق نے خود پہ ناز کیا
سب اس کے بعد ہوا جو بھی کچھ ہوا پیدا
کہ اس سے قبل سوائے خدا کے کچھ بھی نہ تھا
یہ نور شاہدِ تخلیقِ کائنات ہوا
اِسی کی ضو سے منوّر رخِ حیات ہوا

۲۶

یہ نور شہر ہے حکمت کا ، عِلم کا در ہے
صداقتوں کا امیں ، دانشوں کا پیکر ہے
سخن اسی کا سلونی ، وقارِ منبر ہے
کوئی امام ہے اس میں ، کوئی پیمبر ہے
محمدؐ عربی سے امامِ غیبت تک
ہدایتوں کا ہے اک سلسلہ قیامت تک

۲۷

ہدایتوں کے اسی سلسلے کا نام ہے نور
میانِ خلق و خدا رابطے کا نام ہے نور
شہادتوں کے اسی قافلے کا نام ہے نور
خدا کی راہ میں اس راستے کا نام ہے نور
اُسی کے اَمرِ مشیّت سے کام کرتا ہے
اُسی کے اِذنِ سخن سے کلام کرتا ہے

۲۸

وہی عظیم و علیم و قدیم و ربِ رحیم
اُسی کے امر سے اس نور کی ہوئی تجسیم
یہ جن کے پیکرِ انوار میں ہوا تقسیم
وہ سب ہیں حکم الٰہی سے واجبُ التّکریم
رسولؐ پاک ہیں اک اور امامؑ بارہ ہیں
اور ایک فاطمہؑ زہرا ہیں کُل یہ چودہ ہیں

۲۹

مقامِ شکر کہ قرطاس پر وہ نام آیا
فرازِ عرش سے مدّاح کو سلام آیا
کچھ آج جذبۂ اخلاص میرے کام آیا
سخن وری ، ترے پندار کا مقام آیا
قلم سنبھل کہ بڑا احترام واجب ہے
یہ وہ ہیں جن پہ دُرود و سلام واجب ہے

۳۰

کوئی کلام نہ ہو اِس کلام سے پہلے
یہ محترم ہیں ہر اک احترام سے پہلے
سلام ان پہ ہو ہر اک سلام سے پہلے
درود لب پہ ہمیشہ ہو نام سے پہلے
شعورِ شعر ! تری آبرو ضروری ہے
نمازِ مدح سے پہلے وضو ضروری ہے

۳۱

ادب نے ذکر کیا ہے بصد ادب ان کا
کہیں زمانے میں ثانی ہے کوئی کب ان کا
ہر اک نسب سے ہے اعلیٰ حسب ، نسب ان کا
خدا کے قہر کو دعوت ہے بس غضب ان کا
وہ اپنے آپ سے پر ہول انتقام نہ لے
دَہن جو پاک نہیں ہے وہ ان کا نام نہ لے

۳۲

کنیزِ خاص خدا کی ، رسولؐ کی دختر
جو ماں ہے محسنِ اسلام اُس کی لختِ جگر
مکین جس میں پیمبرِ کے اہلِ بیت ، وہ گھر
فرشتے آتے ہی رہتے تھے جس میں شام و سحر
وہ سر نہیں ہے جو اِس در پہ خم نہیں ہوتا
بغیرِ مَدح سخن محترم نہیں ہوتا

۳۳

انہیں سخن کی عقیدت سلام کرتی ہے
امامِ وقت کی حجّت سلام کرتی ہے
مُباہلہ کی صداقت سلام کرتی ہے
صداقتوں کی حقیقت سلام کرتی ہے
نساُنا کو میسر تو کوئی اور نہیں
بہ اعتبارِ پیمبر تو کوئی اور نہیں

۳۴

بہارِ گلشنِ ایماں کی آب ہیں زہراؑ
جو شاخ گُل ہیں پیمبرؐ ، گلاب ہیں زہراؑ
رہِ حیات میں حق کا نصاب ہیں زہراؑ
عمل بدوش خدا کی کتاب ہیں زہراؑ
رواں ہیں وہ سخنِ حق کی آیتیں دیکھو
مباہلہ کو جو جاتی ہیں صورتیں دیکھو

۳۵

سخن حدیث کے کانوں کی بالیاں ان کی
کلامِ پاک کی آیات ، لوریاں ان کی
فرشتے پیسنے آتے ہیں چکیّاں ان کی
فرازِ عرش پہ جاتی ہے روٹیاں ان کی
فضیلتوں کو کہاں تک کوئی چھپا لے گا
فِدَک نہیں ہے کہ قبضہ کوئی جما لے گا

۳۶

فضیلتوں کی روایت انہیں سے چلتی ہے
یہ سیّدہ ہیں ، سیادت انہیں سے چلتی ہے
خدا کے دیں کی حفاظت انہیں سے چلتی ہے
کہ شاہراہِ شہادت انہیں سے چلتی ہے
رہِ نجات کے سب انتظام ان کے ہیں
رسولؐ ان کا ہے، سارے امام ان کے ہیں

۳۷

انہی کی طرح کوئی لا جواب ہو تو کہو
علومِ عالمِ نسواں کا باب ہو تو کہو
کہیں بھی فرد کوئی انتخاب ہو تو کہو
کسی کے گھر میں کوئی بوترابؑ ہو تو کہو
شرف انہیں کا یہ قسمت انہیں کی ٹھہری ہے
خدا کے گھر میں ولادت انہیں کی ٹھہری ہے

۳۸

ہیں ایک نور کے چودہ یہ پیکر انوار
ہر ایک مثلِ محمدؐ ، ہر ایک عرش وقار
ہر ایک ان میں درود و سلام کا حق‌دار
سوائے خالقِ کونین سب کچھ ان پہ نثار
نگاہِ رحمتِ پروردگار ہے ان پر
سو کائنات کا دار و مدار ہے ان پر

۳۹

جو کبریا کا سخن ہے ، وہ مصطفیؐ کا سخن
جو مصطفیؐ کا سخن ہے ، وہ مرتضیٰؐ کا سخن
حسنؑ کی صُلح کا ہو ، یا ہو کربلا کا سخن
ہمیشہ ایک رہا مسلکِ وفا کا سخن
ہدف ہے ایک ، کمانیں بدلتی رہتی ہیں
سخن ہے ایک ، زبانیں بدلتی رہتی ہیں

۴۰

جو ان کی راہ چلے ، وہ بھٹک نہیں سکتا
جو ان سے چاہ رکھے ، وہ بھٹک نہیں سکتا
جو ان کا ہو کے رہے ، وہ بھٹک نہیں سکتا
جو ان سے علم کو لے ، وہ بھٹک نہیں سکتا
سخن کا ان کے جہاں میں کہیں جواب نہیں
ہے بدنصیب جو اس در پہ باریاب نہیں

۴۱

خدا کے دین کی حجّت انہیں پہ ختم ہوئی
ہر اختیار کی قدرت انہیں پہ ختم ہوئی
رحیم وہ ہے پہ رحمت انہیں پہ ختم ہوئی
قسم غدیر کی ، نعمت انہیں پہ ختم ہوئی
بلند بس یہی تا حدِّ ممکنات ہوئے
رسولؐ کی طرح مولائے کائنات ہوئے

۴۲

خدا کے فضل سے ذات و صفات میں افضل
کچھ ایک بات نہیں ، بات بات میں افضل
ہر اک جہت سے ہیں یہ شش جہات میں افضل
یہی ہیں بعدِ نبی کائنات میں افضل
شریکِ کارِ رسالت مآب کہتے ہیں
زمین والے انہیں بُوترابؑ کہتے ہیں

۴۳

یہی تو ایک ہے بس گھر ، یہی تو اک در ہے
جہاں ہیں مالکِ اشتر ، یہی تو اک در ہے
جہاں پہ بیٹھے ہیں قنبر ، یہی تو اک در ہے
جہاں پہ بنتے ہیں بوذر ، یہی تو اک در ہے
محبتوں میں جو ان کی اسیر ہوتا ہے
رہینِ لطفِ جنابِ امیر ہوتا ہے

۴۴

ہر اک گمان سے پہلے ، خیال سے پہلے
یہ جان لیتے ہیں سب عرضِ حال سے پہلے
سخن شناس یہی ہیں مقال سے پہلے
عطائیں ہوتی ہیں ان کی سوال سے پہلے
یہ ابتداء سے ہیں حاجت روا زمانے کے
یہی تو ایک ہیں مشکل کشا زمانے کے

۴۵

عطا پہ ان کی سخاوت نثار ہوتی ہے
بہادری پہ شجاعت نثار ہوتی ہے
وہ فیصلے کہ عدالت نثار ہوتی ہے
زباں پہ ان کی فصاحت نثار ہوتی ہے
نشاں ہے ان کا سلونی ، خطیب ایسے ہیں
بیاں ہے نہجِ بلاغت ، ادیب ایسے ہیں

۴۶

جو جی رہے ہیں حصارِ قضا میں ہیں محفوظ
نجانے کتنے مسائل خلا میں ہیں محفوظ
کہے گئے جو سخن سب صدا میں ہیں محفوظ
سنا ہے ساری صدائیں فضا میں ہیں محفوظ
جو ہم نہیں تو کوئی تو یہ پھول چُن لے گا
سخن علیؑ کے علیؑ کی زباں سے سُن لے گا

۴۷

خدا کا شکر کہ سر سبز ہے نہالِ سخن
بھرا ہے مثلِ صدف دامنِ جمالِ سخن
بقدرِ ظرف ہے ہر ایک کو مجالِ سخن
کمالِ اوج پہ فائز ہوا کمالِ سخن
زباں پہ نامِ انیسؔ و دبیرؔ آتے ہیں
ہٹو کہ سخن کے امیر آتے ہیں

۴۸

کوئی برت نہ سکا وہ زبان کا برتاؤ
بگاڑ پاس نہ آ پائے اس طرح کا بناؤ
سخن میں جھول ، نہ الفاظ میں کہیں پہ تناؤ
وہ لکھنؤ کا مذاقِ سخن اور اُس کا رچاؤ
سلیس و سادہ سخن ہی زباں پہ ڈھلتا تھا
مزاجِ نرم پہ حرفِ ثقیل کھلتا تھا

۴۹

نہیں ہے ان کے کمالات میں کہیں بھی کلام
کسی کو مل نہ سکا ، وہ انہیں ملا ہے مقام
جو مرثیے کے پیمبر تو منقبت کے امام
سخن بھی وجد میں آتا ہے سُن کے ان کے سلام
ثنائے آلِ نبی صبح و شام کرتے رہے
غمِ حسینؑ کی دولت کو عام کرتے رہے

۵۰

ثنائے آلِ نبی تھا جہاں میں بس اک کام
وہ مرثیہ ہو کہ نوحہ ، وہ منقبت کہ سلام
ہر ایک صنفِ سخن کو دیا ہے حسنِ دوام
ادب کے ماہِ دو ہفتہ ، سخن کے ماہِ تمام
سخن کا بُرجِ شرف ایک ہے ، قمر دو ہیں
یہ معجزہ ہے کہ شب ایک ہے ، سحر دو ہیں

۵۱

یہ ناخدائے سخن ہیں ، تو وہ خدائے سخن
سخن نے ان کے بڑھائی بہت بہائے سخن
ہوئی نہ تنگ بدن پر کہیں قبائے سخن
سخن تھا ان کے لیے اور یہ برائے سخن
مثالِ وقتِ رواں یہ گذر نہیں سکتے
غمِ حسینؑ سے زندہ ہیں ، مَر نہیں سکتے

۵۲

غمِ حسینؑ ہے اِن کی حیات کا ضامن
کمالِ ذات کا ، حسنِ صفات کا ضامن
تغیّراتِ جہاں میں ثبات کا ضامن
یہی ہے روزِ قیامت نجات کا ضامن
جسے علیؑ کی محبّت نصیب ہوتی ہے
اُسے سخن کی یہ دولت نصیب ہوتی ہے

۵۳

وِلائے آلِ محمدؐ ہے ہر گھڑی درکار
وگرنہ اتنے ہیں شاعر کہ کوئی حد نہ شمار
ہر ایک کو نہیں ملتی یہ دولتِ بیدار
نہیں علیؑ سے محبت تو ہر سخن بےکار
زبان و دل میں جو خوئے یزید ہوتی ہے
تو پھر سخن کی بھی مٹی پلید ہوتی ہے

۵۴

خلوصِ نیّتِ دل پر ہے اِس کا دار و مدار
سخن کی راہ میں حائل نہیں کوئی دیوار
کوئی نکلتا ہے جب بن کے میثمِ تمّار
سخن پھر اپنی زباں کھولتا ہے برسرِ دار
جو جان جائے تو جائے ، اَلم نہیں ہوتا
زبان گدّی سے کھنچ جائے ، غم نہیں ہوتا

۵۵

شرف زباں کا یہی ہے کہ لے حسینؑ کا نام
جہاں میں عام کرے شاہِ کربلا کا پیام
کسی بھی صنف میں ہو اور کسی زباں میں کلام
مگر جو دل سے کہا جائے بہرِ نذرِ امام
سماعتوں سے دلوں میں مقام پائے گا
وہی سخن تو حیاتِ دوام پائے گا

۵۶

ہوئی جو عالمِ غربت میں صُبحِ عاشورہ
حسینؑ نے علیؑ اکبر کو دیکھ کر یہ کہا
جو منتظر ہے ہمارا وہ وقت آ پہنچا
اٹھو اٹھو ، علیؑ اکبر ! اذان دو بیٹا
یہ پھول گلشن ناپایدار سے چُن لیں
کہ ہم شبیہِ پیمبر سے اک اذاں سُن لیں

۵۷

عیاں تھی تشنہ لبی گو دہانِ اکبرؑ سے
اذان دی علی اکبرؑ نے شانِ اکبرؑ سے
صدا رسولؐ کی آئی زبانِ اکبرؑ سے
سخن بھی وجد میں آیا اذانِ اکبرؑ سے
اذانیں دیتی زبانیں ہیں آج تک باقی
اُسی اذاں سے اذانیں ہیں آج تک باقی

۵۸

وہ لو ، وہ دھوپ ، وہ پیاس اور کربلا کا وہ بَن
گھرے ہیں نرغۂ اعداء میں اور دُور وطن
اُجڑنے والا ہے اولادِ مصطفیٰؐ کا چمن
حسینؑ پہلے ہی نانا کو دے چکے ہیں سخن
وہ عہدِ طفلی تو ہر حال میں نبھانا ہے
ابھی تو لاش جواں لال کی اٹھانا ہے

۵۹

جوان لال جسے چاہتا ہے سارا گھر
عیاں ہے وضع سے جس کی شبابِ پیغمبرؐ
وہ لال جس کو ملے اپنے جد کے سب تیور
جوان لال جو ہوتا ہے جانشینِ پدَر
وہ جس کو دیکھ کے ، دل باغ باغ ہوتا ہے
وہ لال جو کسی گھر کا چراغ ہوتا ہے

۶۰

پدر کی جان ، وہ اٹھارہ سال کا اکبر
ہر اک کی آنکھ کا تارا ، ہر اک کا نورِ نظر
نگاہِ بد سے بچاتی رہے جسے مادر
جسے پھوپھی نے بھی دیکھا نہیں نظر بھر کر
بغیر بھائی کے لگتا تھا دل نہ جینے میں
وہ جس کی ایک بہن رہ گئی مدینے میں

۶۱

حسینؑ نے جو یہ دیکھا کہ مضطرب ہے پسر
کہا کہ جاؤ اجازت پھوپھی سے لو جا کر
گئے جو خیمہ میں دیکھا کہ زینبِ مُضطر
جُھکی ہیں خاک پہ اور یہ دُعا ہے ہونٹوں پر
خدایا ! آج علیؑ کا نشان بچ جائے
کسی طرح مِرے بھائی کی جان بچ جائے

۶۲

جُھکے ادب کو جو اکبر پھوپھی کے قدموں پر
لرز رہی تھی زباں ، یہ سخن تھا ہونٹوں پر
کہ زخم سارے رفیقوں نے کھائے سینوں پر
یہ حق تو باپ کا ہوتا ہے اپنے بیٹوں پر
مِرے نصیب میں کیا دن ہے یہ گذرنے کو
کہ بیٹا گھر میں رہے باپ جائے مرنے کو

۶۳

ابھی تو عونؑ و محمدؑ کو دی تھی رن کی رضا
مجھے بس آپ نے اپنا پسر نہیں سمجھا
یہ سُن کے حضرت زینبؑ کا دل تڑپ اٹھا
لگایا سینے سے اکبرؑ کو اور یہ رو کے کہا
ملال کیا ہے جو اپنے لہو میں بھر کے پھرے
میں خوش ہوں اُن سے بزرگوں کا نام کر کے پھرے

۶۴

کہا پھوپھی سے کہ کیا ان کے دن تھے مرنے کے
یہ دن تھے خیر سے، دامن خوشی سے بھرنے کے
یہ سال و سن تو نہ تھے جان سے گذرنے کے
نہیں تھے آپ کو ارمان بیاہ کرنے کے
سُنا جو بیاہ کا کلمہ تو کوہِ غم ٹوٹا
لگا کہ زینبؑ مُضطَر کا جیسے دم ٹوٹا

۶۵

زمیں سے اٹھتے ہوئے تھام کر جگر بولیں
جواں بھتیجے پہ حسرت سے کی نظر، بولیں
عجیب یاس سے اکبرؑ کو دیکھ کر بولیں
زبان ساتھ نہیں دیتی تھی مگر بولیں
خبر تمہیں بھی ہے ارمان جو ہمارے ہیں
جواں ہو لال، یہ شادی کے دن تمہارے ہیں

۶۶

تمہیں جو اذنِ وغا چاہیے تو ما ں سے کہو
اگر عروسِ فنا چاہیے تو ماں سے کہو
نشانِ راہِ بقا چاہیے تو ماں سے کہو
تمہیں جو رن کی رضا چاہیے تو ماں سے کہو
تمہاری ماں تو ہیں لیلیٰ، تم ان کے جائے ہو
میں کون ہوتی ہوں، کیوں میرے پاس آئے ہو

۶۷

سُنی یہ بات تو قدموں پہ گر گئے اکبؑر
کہا پھوپھی سے کہ بس رحم میری حالت پر
کوئی نہ اتنا ہو دنیا میں بدنصیب پسر
کہ اُس کے سامنے مرنے کو جائے اُس کا پدر
اگر ابھی نہ مجھے جنگ کی رضا دیں گی
بتائیں بنتؑ نبی کو جواب کیا دیں گی

۶۸

کہا یہ زینبؑ مضطر نے جاؤ اے بیٹا
پدر کو جا کے سخن یہ سناؤ اے بیٹا
میں صبر کرتی ہوں خوں میں نہاؤ اے بیٹا
جو ہو سکے تو پدر کو بچاؤ اے بیٹا
عجیب وقت یہ زہراؑ کے نورِ عین پہ ہے
کہ آج خاتمۂ پنج تن حسینؑ پہ ہے